یعنے وہ وحدۃ حقیقی کہ وہ ہستی مطلق ہے اس آئینوں کی کثرت سے کہ اعیان ثابتہ ہے ظاہر ہوئی۔ باوجودیکہ کثرت تعینات میں ظہور کی ہے۔ کسیطرح کی کثرت حقیقت میں اوس وحدۃ کے لازم نہو وے مثل واحد کے کہ دو بار گنے تو دو ہووے۔ اور تین بار گنے تو تین ہووے۔ اور اسی پر قیاس کر۔ لیکن وہ وحدۃ ہر گنتی میں ایک صفت کی خصوصیت اور ایک اسم سے ممتاز ہوی۔ اور اوس کمالات صفات کی نہایت نہیں ہے جسطرح فرمایا۔

۱۳۷ عدد گرچہ یکے دارد بدایت
ولیکن نبودش ہرگز نہایت

جان کہ واحد مبدأ و منشار جمیع اعداد ہے۔ اور تمام عدد اوسی سے حاصل ہوے ہیں بلکہ وہی ہے کہ تمام اعداد کا عین ہے۔ لیکن عدد کو نہایت نہیں ہے۔ اور اوس میں اشارہ ہے ظہورات الہٰی کے عدم انحصار کے طرف اور ظاہر ہے کہ جب آئینہ صاف ہوگا صورت بھی نظر آئیگی اس لئے فرمایا کہ۔

۱۳۸ عدم در ذات خود چوں بود صافی
ازو تا ظاہر آمد گنج مخفی

۱۳۹ حدیث کنت کنزاً را فروخواں
کہ تا پیدا ببینی سر پنہاں

جبکہ نیستی آئینہ ہستی ہے اسی لئے مرشدان طریقت سالکوں کو

فرماتے ہیں کہ نفی خواطر اور باطن کو غیر سے خالی کرنے میں کوشش کریں۔ تا اونکا دل بعضے صفات کی ہستی سے متصف ہووے۔ تا اوس نیستی کے واسطہ سے نمایندگی کی قابلیت پیدا ہو کر حقتعالے کی تجلی دیکھے۔ سه

آنکہ او بے نقش و سادہ سینہ شد	نقشہاے غیب را آئینہ شد
آئینہ دل چون شود صافی و پاک	نقشہا بینید برون از آب و خاک
ہم ببیند نقش و ہم نقاش را	فرش دولت را و ہم فراش را

حدیث قدسی۔ کُنتُ کَنزاً مَخفِیّاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ لِکَی اُعرَفَ اس بات کی دلیل ہے یعنے ذات حق جو ہستی مطلق ہے اپنے کمال نورانیت میں مخفی تھی۔ اور تمام کا ظہور تجلی شہودی پر موقوف تھا کہ مراد ظہور حق سے ساتھ صور اعیان ثابتہ کے ہے پس خَلَقتُ الخَلقَ لِکَی اُعرَفَ [illegible] تجلی کے طرف اشارہ ہے اور ظہور و خفی امر نسبی ہیں ان نہ ادراک و شعور ہرگز ذات سے منفک نہیں ہے۔ شہود اجمالی میں اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ العٰلَمِینَ اور شہود تفصیلی میں اِبنَ اٰدَمَ اَنَا بِحَقِّی لَکَ مُحِبٌّ فَبِحَقِّی عَلَیکَ کُن لِی مُحِبّاً جبکہ پایا اس معنی کا صورت عکس میں کہ عالم ہے سواے انسان کے نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ۔

بیت

عدم آئینہ عالم عکس و انساں
چو چشم عکس در وے عکس پنہاں

عالم کو کہ واسطہ واگہ علم کا ساتھ وجود حق کے ہے عالم کہتے ہیں

یعنی عدم کہ اعیان ثابتہ ہے آئینہ وجود حق ہے۔ اور عالم اس وجود کا عکس ہے کہ بواسطہ تقابل کے آئینہ عدم میں ظاہر ہوا۔ اور اس عکس کو ظل بھی کہتے ہیں اس لئے کہ جسطرح ظل نور سے ظاہر ہے۔ اور نور سے قطع نظر کریں تو عدم ہے۔ اسیطرح عالم نور حق سے پیدا اور روشن ہے اور ذات سے نظر کرتے عدم و ظلمت ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ یعنے تو دیدہ اعتبار نہیں کھولتا ہے۔ اور نہیں دیکھتا ہے کہ حقتعالے کسطرح وجود اضافی کو جو پرتو وجود حقیقی ہے۔ اعیان ممکنات پر ممتد و منبسط کیا ہے۔ اور انسان اس عکس کا جو عالم ہے آئینہ ہے۔ جسطرح کہ تمام چیزیں آنکھ سے نظر آتی اور ظاہر ہوتی ہیں اسیطرح اسرار الٰہی انسان سے ظاہر ہوتی ہیں اور ایجاد عالم سے جو مقصود ہے وہ انسان ہی ہے۔ جب حقیقت میں صورت انسانی کہ چشم عالم ہے حقتعالے اپنا مشاہدہ جمال دکھلا رہا ہے اس لئے فرمایا کہ

تو چشم عکسی و او نور دیده
بدیده دیده را دیده که دیده

یعنی انسان چشم عالم ہے جو عکس وجود حق ہے۔ اور حقتعالے اس دیدہ کا نور۔ یعنے انسان العین ہے۔ جاننا چاہئے کہ ایک شخص آئینہ میں اپنے عکس کو دیکھتا ہے۔ اور جو شخص میں ہے وہ عکس میں بھی ہونا چاہئے جسطرح اصل کو آنکھ ہے اوسی طرح عکس کو بھی ہے اور جسطرح دیکھنے والے کے دیدہ میں تمام صورت عکس کی منطبع ہے

عکس کے دیدہ میں بھی تمام صورت دیکھنے والے کی منطبع ہو گی حاصل معنی دوسرے مصرع کے یہ ہیں کہ بدیدہ یعنے ساتھ انسان کے کہا گیا چشم عکس ہے دیدہ را یعنے انسان العین کو کہ حقتعالے مراد ہے جو نور دیدہ ہے۔ کیونکہ دیدہ بسبب اوس کے دیکھتا ہے۔ یعنے دیدہ انسان العین جو انسان میں نہاں ہے دیدہ ہے۔ اسنے بواسطہ انسان کے حق کو دیدہ حق دیکھا اور خود آپ اپنے خودی کا دیکھنے والا ہوا۔ یہ عجب نکتہ ہے کہ حقتعالے ایک وجہ سے انسان العین ہے اور ایک وجہ سے انسان انسان العین ہے جبکہ عالم ساتھ انسان کے جو بجائے اوس کے دیدہ کے ہے مثل ایک شخص کے ہے جس کا نام انسان کبیر ہے۔ اور اس سبب سے کہ انسان حقیقت و خلاصہ سب کا ہے ایک علحدہ جہاں ہے۔ اور فی الواقع جو نسبت حقتعالے کو انسان سے ہے وہی نسبت انسان کو جہاں سے ہے جسطرح فرمایا کہ۔

نظم
جہاں انسان شد و انسان جہانے
ازیں پاکیزہ تر نبود بیانے

یعنے جہاں ساتھ انسان کے انسان کبیر ہے۔ اور انسان سب کا خلاصہ ہو کر ایک علحدہ جہاں ہے۔ اور جسطرح کہ حقتعالے انسان میں تجلی فرما کر اور اوس کا دیدہ ہو کر اپنے دیدہ سے خود کو مشاہدہ فرمایا اسیطرح انسان جہاں میں پیدا ہو کر اور دیدۂ جہاں ہو کر اپنے کو آپ مفصلاً مشاہدہ کیا۔ اور جبکہ جو کچھ ہے حقیقت میں سب ہستی حق ہے۔

اور اوس کے سوا کچھ نہیں ہے۔ فرمایا کہ

۱۴۳ چو نیکو بنگرے در اصل ایں کار
ہمو بینندہ ہم دیدہ است و دیدار

۱۴۴ حدیث قدسی ایں معنی بیاں کرد
فبی یسمع و بی یبصر عیاں کرد

لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ وبصرہٗ ولسانہ ویدہٗ ورجلہ فبی یسمع وبی یبصر وبی ینطق وبی یبطش وبی یمشی یعنے ہمیشہ بندہ مجہسے ساتھ نوافل کے نزدیک ہوتا ہے۔ نوافل سے مراد طاعات وعبادات نافلہ ہیں۔ یہانتک کہ میں اوسکو دوست رکھتا ہوں۔ جب اوسکو دوست رکھتا ہوں تو اوس کے کان ہوں اوسکی آنکھ۔ اوس کی زبان۔ اوس کا ہاتھ۔ اور اوس کا پاؤں ہوجاتا ایس مجہ سے سنتا۔ مجہ سے دیکھتا۔ مجہ سے کہتا۔ مجہ سے پکڑتا۔ مجہ سے چلتا ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا۔ ؎

ایں سعادت ہر کرا او را گرفت		خاک پایش را فلک بر سر گرفت
ہر کہ او از خود کلی وا رست		ماندش ذرے ازیں دریا بدست
خود محبت فارغ از ما و منست		ہر کہ او را دوست خود را دشمن است

۱۴۵ جہاں را سر بسر چوں آئینہ داں
بہر یک ذرہ در وے مہر تاباں

جان کہ عالم من حیث المجموع مثل آئینہ ہے۔ حقتعالے تمامی وجوہ

اسما تفصیل سے اوس میں دکھلایا ہے۔ اور یہ ہر ذرہ اس عالم سے ایک آئینہ ہے کہ حقتعالے اون وجوہ اسمار میں سے ساتھ ایک وجہ کے اوس میں منعکس ہوا ہے کیونکہ ہر ذرہ صورت ایک اسم کی اسمائے الٰہیہ سے ہے کہ وجہ اوس اسم کی اوس صورت میں ظاہر ہے اور یہ معلوم ہے کہ ہر ایک اسم اسمائے جزوی سے ہو یا کلی سے متصف جمیع اسمائے ہے اس لئے کہ تمام اسما ذات احدیت سے متحد ہیں۔ اور ایک دوسرے سے بسبب خصوصیات صفات و نسب کے ممتاز ہیں۔ اور صفات و نسب بالقوۃ لازم ذات ہیں اور ذات سے منفک نہیں ہو سکتے ہیں۔ پس ہر ایک چیز میں تمام چیزیں ہونگی جسطرح ایک چیز میں تمام موجودات حقیقت میں ہیں۔ لیکن اوسکا تعین مانع ظہور ہے۔ اسکو سر تجلیات کہتے ہیں۔ کہ عارف ہر شے میں تمام اشیار کا مشاہدہ کرتا ہے۔

۱۴۶ اگر یک قطرہ را دل بر شگافی
برون آید از و صد بحر صافی

یعنے اگر ایک قطرہ کا دل بھی چیرا جاوے۔ اور جو کچھ اس کے باطن میں مخفی ہے ظاہر ہووے۔ اور تعین قطرہ اوٹھے۔ اور اپنے قید خودی سے چھوٹے باوجود اس کے کہ وہ قطرہ ایک جزو صغیر ہے۔ سو صاف دریا بلکہ بے شمار نکل پڑیں۔ کیونکہ جو کچھ کدورت و نقص ہے تعین کا لازمہ ہے اور جب تعین نرہا جسکو دیکھو صاف ہے

۱۴۷ بہر جزوی ز خاک ار بنگری راست
ہزاراں آدم اندر وے ہویداست

یعنی خاک کے ہر جزو میں ہزاروں آدم پیدا و ظاہر ہے اور ہو سکتا ہے کہ فعل میں آئیں اس لئے کہ سب کی حقیقت ایک ہے۔ اور وہی ایک حقیقت تمام صورتوں میں موافق تفاوت قابلیات و استعدادات کے ظہور پاتی ہے۔

۱۴۸ بہ اعضا پشہ ہم چند پیلست
در اسما قطرہ مانند نیلست

یعنی مچھر کا چھوٹا وجود اور ہاتی کا بڑا اعضا میں مثل ایک دوسرے کے ہے یعنی جو عضو ہاتی کو ہے مچھر کو بھی ہے۔ اور قطرہ کو نسبت نیل سے یہ ہے کہ دونوں کو پانی کہتے ہیں۔ یہ اوس سر کے طرف اشارہ ہے کہ تمام اشیار کی حقیقت جس سے ہے وہ ایک چیز ہے۔

۱۴۹ درون حبہ صد خرمن آمد
جہانے در دل یک ارزن آمد

۱۵۰ بہ پر پشہ در جانے جانے
درون نقطہ چشم آسمانے

یہ سب اوس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ قید تعین سے خلاصی پاوے۔

۱۵۱ بداں خردی کہ آمد حبہ دل
خداوند دو عالم راست منزل

جزو دل

حبۂ دل وہ نقطہ خون سیاہ ہے کہ اصل حیات ہے۔ اور اسی سے
حیات و فیض تمام اعضا کو پہونچتا ہے۔ اور باوجود اس خردی
کے محل ظہور عظمت حق ہے۔ اور ہر ایک مرتبہ مراتب وجود سے صرف
دل انسان کامل ہی میں سمایا ہے جسطرح لا یسعنی کی حدیث میں آیا ہے

۱۵۲ درو در جمع گشتہ ہر دو عالم
گہے ابلیس گردد گاہ آدم

جبکہ دل انسان مظہر جمعیت الٰہیہ ہے۔ اور حقایق مراتب ظاہر و باطن
کہ جس سے مراد ہر دو عالم ہے دل انسان میں جمع ہوے ہیں کبھی غلبہ
اسماے جلال سے ابلیس ہوتا ہے اور ایک وقت بمقتضاے اسمار جمالی
کے آدم ہوتا ہے لیکن ہر جمال کو جلال ہے۔ اور ہر جلال کے پیچھے
جمال ہے جسطرح فرمایا۔

۱۵۳ ببیں عالم ہمہ در ہم سرشتہ
ملک در دیو و شیطان در فرشتہ

یعنے دیو کے ساتھ فرشتہ ہے کیونکہ ہر چیز کے ہمراہ فرشتہ ہے اور
فرشتہ میں شیطان ہے جسطرح آسمان پر شیطان فرشتوں کے ساتھ
تھا۔ ارض عالم میں آفاق و انفس عقل و نفس روح و طبیعت کہ سب
ایک دوسرے پر مترتب ہیں اس لئے فرمایا۔

۱۵۴ ہمہ باہم بہم چوں دانہ و بر
ز کافر مؤمن و مومن ز کافر

یعنے جسطرح مقصود تخم سے نفع اور پھل ہے۔ اسیطرح خیر و شر مومن و کافر باہم ملے ہوئے ہیں۔ اور سب کمال ایک دوسرے کے ہیں۔

۱۵۵ ہم جمع آمدہ در نقطۂ خال
ہمہ دور زماں روز و مہ و سال

یعنے نقطۂ خال کہ مراد حضرت الٰہیہ سے ہے بسبب استداد معنوی کے کہ ظہور میں اوس حضرت کے ملاحظ کرتے ہیں اوسکو وقت دایم کہتے ہیں اور بحسب مرتبہ کے بہنایت غیب مطلق ہے۔ اوس کے آثار احکام ظہور شہادت میں اور خروج قوۃ سے فعل میں کہ جس سے مراد ماضی مستقبل ہے ایک جاے ایک ہی دفعہ میں بے ملاحظہ تقدم و تاخر کے اوس نقطۂ خال میں حاضر و جمع ہیں۔

۱۵۶ ازل عین ابد افتاد باہم
نزول عیسے و ایجاد عالم

یعنے حضرت الہیہ میں ازل و ابد کہ مراد اولیت و آخریت اشیاء موجودہ سے ہے ملے ہوے ہیں۔ اور اوس کے علم میں برابر ہیں۔ ایجاد عالم اور نزول عیسی باہم معلومیت الہی کے لحاظ سے ایک ہیں۔

۱۵۷ ز ہر یک نقطہ زیں دور مسلسل
ہزاراں شکل میگردد مشکل

دور سے مراد حرکت کوکب ہے کہ مبدا معین سے ایک خاص حرکت ہو کر پھر اوسی مبدے کو پہونچ جانا۔ اور دور مسلسل سے جو دایرہ میں حرکت

دوری سے جو صورت وجود پیدا ہوتی ہے مراد ہے۔ یعنے اس دایرہ مسلسل نے بمقتضائے ظہور و اظہار اس شیونات مختلفہ غیر متناہیہ کے مرتبہ علم سے عین میں آتے ہیں۔ اور پھر اپنے اصل کے طرف عود کرتے ہیں

۱۵۸ ز ہر یک نقطہ دوری گشتہ دایر
ہمو مرکز ہمو در دور سایر

یعنے تمام اشیار اسماست دایر ہیں اور اسما ایک ذات سے۔ پس البتہ ان دوایر غیر متناہیہ کا مرکز۔ اور اس تمام دوایر کے دور میں سایر وہی ہے سوائے اس کے کوئی موجود حقیقت میں نہیں۔

۱۵۹ اگر یک ذرہ را برگیری از جاے
خلل یابد ہمہ عالم سراپاے

یعنے مجموعہ اجزا عالم حکمت کاملہ اس ترتیب پر واقع ہے کہ ایک ذرہ بھی اوس کی جاے سے علیحدہ کریں وہ وضع نرہے۔ اور ترتیب عالم جو واقع ہوئی ہے مختل ہو جاے اور تمام عالم میں خلل آجاے۔

۱۶۰ ہمہ سرگشتہ و یک جزو از یشاں
برون ننہادہ پا از حد امکاں

یعنے تمام عالم سرگشتہ و جویاں اوس حقیق مقصد کا ہے۔ اور اجزار عالم سے ایک جز باوجود اون کے صورتوں میں حقیقۃ الحقایق ظاہر ہونیکے حد امکاں سے پاؤں باہر نہیں رکھ سکتا۔ اور قید امکانیہ میں محبوس ہے

۱۶۱ تعین ہر یکے را کردہ محبوس

بجزویت بکلی گشتہ مایوس

یعنے تعین تشخص بواسطہ شیون نسب کے جو ایک وجود کو عارض ہوا ہے ہر ایک کو اس افراد عالم سے محبوس و مقید کیا ہے۔ اور عالم اطلاق کی سیر کرنے نہیں دیتا۔ اور اوس حقیقت پر کہ جو سب کی صورۃ میں تجلی کی ہے واقف ہونے نہیں دیتا۔

۱۶۲ تو گوئی دائما در سیر و حبس اند
کہ پیوستہ میاں خلع و لبس اند

یعنے ممکنات کہ مراد عالم سے ہے بحسب اقتضاے ذاتی کے جانب عدم بسرعت تمام ساری ہے۔ پس کہتے تو ہمیشہ سیر میں ہے۔ جب نفس رحمانی سے امداد وجودی بغیر انقطاع کے پہونچتے ہی اونکو قید وجود میں محبوس رکھتی ہے۔ اور اپنی عدمیت کے طرف پلٹنے نہیں دیتی تو موجد کے لحاظ سے ہمیشہ حبس میں ہے۔ یعنے ممکن ہر لحظہ لباس وجود نکالنا چاہتا ہے۔ اور نفس رحمانی ہمیشہ لباس وجود پہناتا ہے تو وہ ہر آن میں خلق جدید میں ہے چنانچہ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ میں اسی طرف اشارہ ہے۔

۱۶۳ ہمہ در جنبش و دائم در آرام
نہ آغاز یکے پیدا نہ انجام

یعنے عالم کو دو اعتبار ہیں۔ ایک اپنی ذات کے اعتبار سے اور دوسرے موجد کے لحاظ سے۔ اور بواسطہ دو اعتبار کے دو امر مخالف اس میں دیکھے جاتے ہیں۔ جنبش ممکن کی اپنے مرکز کے طرف جو عدم ہے ضرور ہے

اور فی

اور نفس رحمانی مقام ہستی میں آرام و سکون ہے۔ اور کوئی شخص نہیں جانتا ہے کہ ان مراتب کی ابتدا کب ہوئی۔ اور نہایت کب ہوگی۔

۱۶۴ ہمہ از ذات خود پیوستہ آگاہ
وز انجا راہ بردہ تا بدرگاہ

جب حقیقتاً الجمیع اشیاء و اعیان کے متجلی ہے۔ اور علم و حیات لازم ذات الٰہی ہے۔ جہاں ملزوم ہوگا البتہ لازم بھی ہوگا۔ یعنے تمام عالم اپنے ذات سے بقوہ یا بفعل آگاہ ہے۔ تو اب درگاہ حضرت الٰہیہ تک راہ پا سکتے ہیں کیونکہ ذات حق بھی سب کے صورتوں میں متجلی و ظاہر ہے۔

۱۶۵ بزیر پردۂ ہر ذرہ پنہاں
جمال جان فزاے روے جاناں

یہ بات عجائب شیونات الٰہی سے ہے کہ عین ظہور میں مخفی اور عین خفا میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور تعینات و تشخصات اوس جمال کے پردہ ہیں

قاعدہ تمثیل ۱۶۶ تو از عالم ہمیں نامے شنیدی
بیا برگو کہ از عالم چہ دیدی

۱۶۷ چہ دانستی ز صورت یا ز معنی
کدام است آخرت چونست دینی

یعنے عالم سے تو ہی ایک لفظ مراد سمجھا ہے۔ بلکہ عوالم غیر محسوس بہت ہیں اور دنیا اوس عالم سے مراد ہے کہ نفس انسانی جس میں

بدن سے متعلق ہے اور بواسطۂ آلات بدنی کے اخلاق و اعمال سیئات و حسنات سے حاصل کرتا ہے۔ اور آخرۃ وہ عالم ہے کہ بدن کی مفارقت کے بعد اوس جگہ ان اخلاق و اعمال کا بدلہ ملیگا۔

۱۶۸ بگو سیمرغ و کوہ قاف چہ بود
بہشت و دوزخ و اعراف چہ بود

جاننا چاہیے کہ سیمرغ حقیقت انسانی سے مراد ہے کہ حقتعالے ساتھ تمامی اسماء و صفات کے تجلی و ظاہر ہے جسطرح کہ لوگ کہتے ہیں کہ کوہ قاف تمام عالم کو محیط ہے اسیطرح حقیقت انسانی تمام حقایق عالم کو شامل ہے، اور اسیطرح بہشت و دوزخ کے بھی مظاہر تمام عالم میں ہیں۔ کیونکہ اونکے اعیان کی صورت علمیہ بیا علم الہٰی میں ہیں۔ اور عالم روحانی میں وجود جسمانی سے پہلے بھی اونکا وجود تھا۔ اور اس دار دنیا میں بھی اون کے وجود کے ثبوت کے لئے یہ حدیث ہے۔ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ۔ اور اونکا وجود کا برزخ مثالی میں ہونے کے لیے یہ دلیل ہے۔ اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ۔ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ اور عالم انسانی میں جو سب کا منتخب ہے وہاں بھی اونکا وجود ہے اسلئے کہ مرتبہ روح اور اوس کے کمالات عین نعیم جنت ہے اور مقام نفس و ہوا و ذات جہیم ہے۔ اور اون کے مرتبوں کا آخر مظاہر دار آخرۃ ہے جو عالم بدلے کا ہے۔ اور اعراف مرتبہ سابقوں کا ہے۔

۱۶۹ کدامست آنجہاں کو نیست پیدا

کہ یک روزش بود یکسال اینجا

یعنے ایک روز عالم برزخ کا یہاں کا ایکسال ہے۔ اور ایک روز عالم ربوبیت کا ہزار سال ہے جسطرح کہ فرمایا اِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ اور ایک روز عالم الوہیت کا پچاس ہزار سال کا ہے۔ تَعۡرُجُ الۡمَلٰٓئِکَةُ وَ الرُّوۡحُ اِلَیۡهِ فِیۡ یَوۡمٍ کَانَ مِقۡدَارُهٗ خَمۡسِیۡنَ اَلۡفَ سَنَةٍ یعنے جسقدر کثافت کمتر ہوتی لحاظ بُعد درمیان مبدأ و معاد۔ اور ازل و ابد کے کمتر ہوتی ہے۔ اور ظہور علم و انکشاف معلومات و حقایق امور زیادہ ہے۔

نشأ ہمیں نبود جہاں آخر کہ دیدی
نہ ما لا تبصرون آخر شنیدی

یعنے یہی عالم شہادت محسوس نہیں ہے جو تو دیکھتا ہے۔ بلکہ دوسرا عالم ادراک حواس سے بالاتر ہے اسی لئے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ فَلَآ اُقۡسِمُ بِمَا تُبۡصِرُوۡنَ وَ مَا لَا تُبۡصِرُوۡنَ۔

ایضاً بیا بنما کہ جابلقا کدامست
جہاں شہر جابلسا چہ نامست

جابلقا بڑا شہر ایک مشرق میں ہے۔ اور ایک بڑا شہر جابلسا بھی جابلقا کے مقابلہ میں مغرب میں ہے۔ اہل تاویل کے پاس جابلقا عالم مثال ہے کہ جانب مشرق ارواح کے واقع ہے جو برزخ ہے درمیان میں غیب و شہادت کے۔ اور صور عالم پر مشتمل ہے۔ اور

جا ملبسا عالم مثال اور عالم برزخ ہے کہ ارواح بعد مفارقت نشأۂ دنیویہ کے اوس جاے میں رہینگے ۔ اور یہ برزخ جانب مغرب اجسام کے واقع ہے اکثر لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ یہ دونوں برزخ ایک ہیں ۔ لیکن جاننا چاہیئے کہ دونوں برزخ علحدہ علحدہ ہیں ۔ کیونکہ جو صورتیں ارواح کو برزخ آخر میں لاحق ہوتے ہیں وہ صورتیں اعمال نتایج اخلاق و افعال ملکات کے ہیں جو نشأہ دنیاوی میں حاصل ہوے تھے بخلاف برزخ اول کی صورتوں کے ۔ لیکن وہ دونوں عالم روحانی ہیں اور جوہر نورانی غیر مادی ہونے میں ایک ہیں ۔ اور جب ہر عالم کو مشرق و مغرب ہے بلکہ ہر مرتبہ اور ہر فرد کو افراد موجودہ سے مشرق و مغرب ہے اس لئے فرمایا ۔

۱۷۲ مشارق با مغارب ہم بیندیش
چو ایں عالم ندارد از یکے بیش

شیخ فرماتے ہیں کہ مشارق و مغارب میں تامل کرکہ قرآن شریف میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ جمع ہے حالانکہ اس عالم میں محسوس صرف ایک مشرق اور ایک مغرب ہے اسی سے معلوم ہوا کہ عالم اسی عالم ظاہر میں منحصر نہیں ہے ۔ بلکہ عوالم لطیفہ غیر محسوس ہیں ۔

[illegible]

۱۷۳ بیان مثلہن از ابن عباس
شنو پس خویشتن را نیک بشناس

سلطان

سلطان المفسرین ابن عباس فرماتے ہیں کہ اگر میں اس قول الٰہی کی تفسیر
بیان کروں تو مجھے تم رجم کروگے اور کافر کہوگے وہ آیۃ یہ ہے۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ
خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ ۔

بیت ۱ تو در خوابی و این دیدن خیال است
ہر آنچہ دیدہ از وے مثال است

جیسے کہ کوئی شخص چند صورتیں خواب میں دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ محقق الوجود ہیں۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ صور خیالیہ ہیں جو خارج میں وجود نہیں رکھتے ہیں۔ اسیطرح تو عالم کو وجود حقیقی جانتا ہے اور خواب غفلت میں ہے حالانکہ جو تو دیکھتا ہے حقیقت میں عکس و مثال وجود حق ہے۔ اعیان ممکنہ کے آئینہ سے نمودار ہوا ہے۔ حق کے سوا دوسرے کو وجود ہی نہیں ۹

این نقشہ ہا کہ ہست سراسر نمایش است	اندر نظر چو صورت بسیار آمده
عالم مثال ذات و ظل صفات است	نقش دوئی چو صورت پندار آمده

بیت ۱ بصبح حشر گردی چون تو بیدار
بدانی کاں ہمہ وہم است پندار

یعنے جب صبح حشر ہوگی اور خواب غفلت سے تو بیدار ہوگا تو تعینات وکثرت نظر سے اوٹھ جائیگی اور وہ جو کہ متفرق تھا مجتمع ہو جاویگا۔ توحید ظاہر ہو جاویگی۔ اوسوقت سمجھے گا کہ وجود واحد بہ سبب کثرت مظاہر کے کثیر نظر آتا تھا۔

بیت ۱۲۶ چو برخیزد خیال از چشم احول

زمین و آسماں گردد مبدل

یعنے صبح حشر سے مراد وصول سالک کا مقام توحید تک ہے کہ کونین اوس کے نظر میں بسبب نور وحدانیت کے محو و منطمس ہوتا ہے اور خیال چشم احول جو ایک کو دو دیکھتا تھا نظر سے اوٹھ جاتا ہے اور یقینا سمجھتا ہے کہ وجود حق تعالے کیلئے ہے اور خیال وہم و پندار اور زمین و آسمان مبدل ہوئے ہیں یعنے وہ خیال کہ خواب غفلت میں دیکھتا تھا جو غیریت ہے بسبب صبح حشر کے تمام عینیت ہوجاتی ہے ۔

۱۷۷ چو خورشید عیاں بنماید چہر
نماند نور ناہید و مہ و مہر

یعنے تجلی ذات احدی جو خورشید عیاں ہے آئینہ قلب سلیم سالک حق ہیں میں رخ دکھاوے تو اوسکے چمک کے سامنے نور زہرہ و ماہ و آفتاب ظلمت آباد عدم کی راہ لیں اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ کوئی نور وجود خیالی محاذی ممکنات کا جو نظر آتا تھا تاب نور تجلی ذات الٰہی میں محو مطلق ہووے ۔ اور بسبب ظہور حق بصفت اطلاقی کے قیامت قایم ہووے ۔ دوسروں کے لئے جو او معاد ہے اس کیلئے نقد ہے ۔ ۵

ہر کہ گوید کو قیامت اے صنم		خویشتن بنما قیامت یک منم
ایں قیامت زاں قیامت کے کم است		آں قیامت زخم و ایں چوں مرہم است

۱۷۸ فتد تابے ازاں در سنگ خارہ
شود چوں پشم رنگیں پارہ پارہ

یعنے وہ نور تجلی ذات جو خورشید عیاں ہے سخت پتھر پر خواہ وہ کوہ آفاقی

ہوں یا

ہوں یا انفسی یہ دونوں اس کے ہیبت سے مانند نگین روئی کے پارہ پارہ ہوجاوینگے اور محو و متلاشی ہونگے وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ۔

١٧٩ بکن اکنوں کہ کردن می توانی
چو نتوانی چہ سود آنگہ کہ دانی

یعنے جو کچھ کرنا ہے اب کر اور کسی پیر کامل کے دامن کو پکڑلے اور اپنے اختیار کو اوس کے اختیار میں محو کر جیسے میت غسال کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ متوجہ سوئی حق ہو اور عادت صدق عادات افعال کے کر اور شہوات و لذات نفسانی سے اعراض کر۔ اور نفس کو رذایل اخلاق و نقایص اعمال سے پاک کر۔ اور ساتھ طاعات بدنی کے بمقتضائے شرع شریف مشغول ہو۔ اور افراط و تفریط سے مجتنب رہ۔ اور جو چیز کہ مانع توجہ بجانب حق ہو اوس سے بالکل منہ پھیرلے۔ اور قلت کلام و طعام و منام کو اپنا شعار بنا۔ اور ایک قدم اپنے پیر کے امر سے باہر نہ رکھ۔ جب یہ مقدمات اور اسباب مرتب ہونگے دل سالک کہ جام جہاں نمائے حق ہے ساتھ نور قدس و طہارت کے روشن ہوگا اور زنگ طبیعت سے مصفا ہوگا اور جب عالم سفلی ظلماتی سے قطع تعلق کرے گا۔ اوسکی روح عالم علوی طرف پرواز کریگی۔ اور آسمان و عرش کے طرف عروج ہوگا

اور روحانیہ و ملایکہ سے مناسبت پیدا ہوگی۔ اور انوار الٰہی اس کے پار دل میں چمکنے لگینگے اور اسی دیدۂ باطن سے ملاقات ایسی جو غایت مقاصد و نہایت مرام ہے حاصل ہوگی۔ یعنے ابھی قوت بدنی جو اسباب تحصیل اس مطلوب کا ہے جس میں ضعف نہیں آیا ہے سلوک و ریاضت ہو سکتی ہے اور تجھے یہ کمالات حاصل ہو سکتے ہیں ورنہ کچھ بھی حاصل نہیں۔

نمبر ۱۸۰ چہ می گویم حدیث عالم دل
ترا اے سر نشیب و پاست در گل

یعنے حدیث عالم دل کہ عروج سوے عوالم لطیفہ ہے اور مشاہدۂ انوار تجلیات الٰہی ہے میں تجھ سے کیا بیان کروں۔ چونکہ تو اپنا سر مراتب کمالات قلبی و روحی سے نیچے کر کے اسفل السافلین کے طبیعت کے طرف جھکایا ہے۔ اور پاؤں تیرا سیر و سلوک کا لذات جسمانی و مشتہیات نفسانی کے کیچڑ میں پھنس گیا ہے اور تو حصول مال و جاہ میں مقید ہو گیا ہے۔ اور ادراک کمالات معنوی سے کہ لذات ابدی ہے بالکل محروم ہے۔

۱۸۱ جہان آن تو و تو ماندہ عاجز
نہ تو محروم تر کس دیدہ ہرگز

یعنے تمام جہان تیرے لئے پیدا ہوئی ہے اور تجھے اپنے معرفت کے لئے پیدا فرمایا ہے جس طرح

حدیث قدسی میں آیا ہے۔ یَا ابْنَ آدَمَ خَلَقْتُ الْاَشْیَاءَ کُلَّهَا لِاَجْلِكَ وَخَلَقْتُكَ لِاَجْلِی

۱۸۲ چو مخبوساں بیک منزل نشستہ
بدست عجز پاے خویش بستہ

۱۸۳ نشستی چوں زناں در کوے ادبار
نمیداری ز جہل خویشتن عار

یعنی ہواے نفس میں تو گرفتار ہے۔ اور سلوک کو طے نہیں کرتا اور ظاہری صورت دیو پرست عورتوں کے مرتابت اور تو اپنے جہالت سے نہیں نکلتا

۱۸۴ دلیران جہاں آغشتہ در خوں
تو سر پوشیدہ ننہی پاے بیروں

یعنی طالب قرب مولے جو سالک راہ طریقت ہیں اپنی شجاعت و دلیری سے نفس امارہ کا ہمیشہ مقابلہ کر رہے ہیں اور اس لڑائی میں اپنے دل کا خون جگر کھا رہے ہیں۔ اور تو پردہ تقلید سر پہ ڈالکر عورتوں کے مانند طعن وہوا کے گھر میں بیٹھا ہوا ہے اور ہمت کا پاؤں میدان طلب میں نہیں رکھتا۔

۱۸۵ چہ کردی فہم ازیں دین العجائز
کہ بر خود جہل میداری تو جائز

یعنے تو اس حدیث سے یہ سمجھا ہوا ہے کہ جسطرح بوڑھیاں تفکر و استدلال معرفت میں نہیں کرتے ہیں تجھے بھی چاہئے کہ طلب معرفت یقینی کرے حالانکہ حدیث کے یہ معنی ہیں کہ تمام احکام شرعیہ مامورات و منہیات میں کہ دین جس سے عبارت ہے چاہئے کہ بطریق انقیاد و متابعت مانند بوڑھیوں کے رہے اور عقل و ہوا نفس کو اس میں دخل نہ دیں اور بے ضرورت کوئی تاویل خلاف ظاہر نکرے۔

۱۸۶ زناں چوں ناقصاں عقل و دینند
چرا مرداں رہ ایشاں گزینند

اس لئے کہ خود حدیث میں آیا ہے کہ هُنَّ نَاقِصَاتُ الْعَقْلِ وَالدِّيْنِ یعنے عورتیں عقل و دین میں ناقص ہیں۔ تو پھر کسطرح ہوگا کہ ہم بوڑھیوں کے تابع رہیں۔ بلکہ اتباع سے مراد عدم تاویل ہے اور جو عقل میں نہ آوے اس میں خود کو اور اُسکی حقیقت سے قاصر سمجھیں کیونکہ کمال معرفت اس سے اعلے ہے کہ اس کے حقایق کو ہر شخص پاسکے

۱۸۷ اگر مردی بروں آئی سفر کن
ہر آنچہ آید بہ پیشت زاں گذر کن

ضمائر ارباب بصائر پر مخفی نہ ہے کہ

یہاں تک شرح ابیات کا ترجمہ ختم ہوگیا۔ اب حسب وعدہ مندرجہ دیباچہ تتمہ ابیات کا درج کرنا غور کر کے میں اس لئے غیر ضروری سمجھا گیا کہ اصل کتاب نایاب نہیں ہے اور اہل مطبع نے کافی اجرت لینے کے علاوہ انعام واکرام کا متوقع کرنیکے بعد بھی نہایت دق کر دیا ہے ۔

ہزار ہا روپیوں کی محنت اور ایک مشت صدہا روپیہ کا صرفہ اور اہل مطابع کے نغمہ سرایاں کو گوارا کرنے کے قطع نظر خواہشمندوں کی یہ کمال قدردانی ہے کہ کوئی خرید کرنا تو خیر مفت دیں تو بپاس خاطر لے لیتے ہیں مگر مطالعہ کو فرصت نہیں ملتی موسم میں بار بار آم شریفہ موز خربزہ وبیر وغیرہ کے خریدنے میں دریغ نہیں ہاں البتہ ایک مرتبہ خریدی کتاب میں تامل ہے

؎ ہر کسی کا شغل میں دنیا کے دل
روز و شب اور ہر گھڑی ہے مشتغل
دین کے کاموں میں ہے ہر کوئی سست
ہزل کے باتوں میں ہے چالاک وچست
پر نہیں امید اور س سے اس قدر
کہ پڑھے کچھ شوق سے یہ مختصر

بہر حال اس کی معافی چاہی جاتی ہے اور سہو کتابت کی بھی۔ فقط

سے

تیرا مسکن تیرا روضہ میرا قبلہ میرا کعبہ	تیری صورت خدا کی ہے کروں تجھکو کیوں نہ سجدہ
خدا کو ڈھونڈتا ہے کہاں اے واعظ ناداں	ڈھنڈورہ شہر میں بچہ بغل میں یہ ہی ہے قصہ
نظر میں رکھ ہمیشہ مرشد کامل کی صورت کو	اگر تو چاہتا ہے دیکھنا اللہ کا جلوہ
محمد اصل سب فرع کل ہے کائنات اسکی	اسی سے ہے بقا سبکو اسی سے ہی جہاں زندہ
ہمارے واسطے پیدا کیا اللہ نے تم کو	اگر پیدا نہوتے تم نہ ہوتا یہ کبھی بندہ
وہی ظاہر وہی باطن ہی ہے جلوہ گر ہر جا	زباں پر میرے حائل ہے شریعت کا گرہ
بفضل اکبر حضرت رہبر	ذبیح پر گنہ پر تخن وا قرب کا کھلا عقدہ
اے مرشد طریقت خوش رنگ ڈھنگ والے	دل جاہیں نقش کثرت وہ رنگ ڈھنگ والے
واعظ کو ہے بہانہ حوروں سے دل لگانا	مانگی ہے کون جنت خوش رنگ ڈھنگ والے
دل میں سرور آئے آنکھوں میں نور آئے	آیا ہوں در پہ تیرے کچھ رنگ ڈھنگ والے
یا تو شراب دیدے یا تو جواب دیدے	مرشد میں صدقہ جاؤں کچھ رنگ ڈھنگ والے
بنام خویش کردم ختم پایاں	الٰہی عاقبت محمود گرداں

سراغ میری کتاب بنا احاطہ مدرسہ اعزہ عقب دفتر صفائی بلدہ مکان نمبر ۲۰۴

محمد عبد الرحمن صیغہ دار مجلس عالیہ عدالت و احمد عبد اللہ تنقیح ساز دفتر صدر محاسبی سرکار عالی

نساخ بلدہ

تمت